85362 ـ ناكامى سے بچاؤ اور كاميابى كے اسباب

سوال

ناكامى سے بچاؤ كرے كچھ لوگوں كے پاس كيا اسباب ہوتے ہيں ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

سائل محترم كاميابى كى كوشش و جدوجھد اور ناكامى سے نفرت كے ليے صرف ناكامى كا نام ہى كافى ہے، غض نظر كہ انسان اپنى كاميابى كے ليے كوئى مادى كمائى كرے؛ تو ناكامى ايك نقص اور مذمت كا نام ہے، اور كاميابى كمال و مدح كو كہتے ہيں.

عربى كا شاعر كہتا ہے:

ميں تو نقص كے علاوہ لوگوں ميں كوئى اور عيب ديكھتا ہى نہيں جسے وہ پورا كرنے پر قادر ہيں.

بلا شبہ ناكامى و كاميابى، يہ دونوں اشياء فى نفس الوقت دونوں ملى ہوتى ہيں، اور ابتدائى طور پر تو اس ميں تناقض نظر آتا ہے، ليكن حقيقت ميں فكر و سوچ اور مشاہدات و تجربات و واقعہ ميں ملے ہوئے ہيں، اگرچہ ہر ايك كى تعريف و پہچان عليحدہ ہے جس سے ہم ان اسباب كو سمجھ ليتے ہيں جو اس پر چلنے يا منع كرنے پر ابھارتے ہيں.

تو نجات و كاميابى اس جہان ميں وہ طريقہ ہے جو اللہ تعالى نے چاہا كہ وہ ہر مومن كى اس جہان ميں غايت ہو، اور اس غرض و غايت كو پورا كرنے كے ليے اللہ تعالى نے اس جہان كى ہر چيز مسخر فرمائى ہے، تو اللہ سبحانہ و تعالى نے ايمان لانے كا حكم ديا، اور انسان سے اس عبوديت كے التزام مطالبہ كيا جو اس سے عليحدہ نہيں ہو سكتى.

جب اللہ سبحانہ و تعالى نے اسى چيز كو مخلوق پيدا كرنے كى غرض و غايت بيان كى تو فرمايا:

اور ميں نے جن و انس كو تو صرف اپنى عبادت كے ليے ہى پيدا كيا ہے الذاريات (56).

اور اللہ سبحانہ و تعالى نے اسى راہ ميں مرنے والے كو كامياب قرار ديا اور ناكامى سے بچا ہوا شمار كرتے ہوئے فرمايا:

تو جو شخص آگ سے دور کر دیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا تو وہ کامیاب ہو گیا آل عمران (185).

تو پھر نجات و کامیابی زندگی کا قصہ ہے، اور اللہ تعالی کے اس جہان کو پیدا کرنے کی غرض و غایت ہے، اور سب رسول اسی مقصد کے بھیجے گئے، اور کتابیں بھی لوگوں کو اس حقیقی کامیابی کی طرف دعوت دینے کے لیے نازل کی گئیں، اللہ سبحانہ و تعالی نے دنیا و آخرت میں کامیابی کے حصول کے لیے کچھ اسباب بنائے جن کو استعمال کر کے انسان اس کی طرف جا سکتا ہے، وہ درج ذیل ہیں:

- جب اللہ سبحانہ و تعالی نے ایمان اور عبودیت کے امتحان میں کامیاب ہونے، اور ایمان و عبودیت کے راستے کا التزام کرنےاور اسی پر مرنے والے شخص کے ابدی اور دائمی نعمت لکھی.

اللہ تعالی کا فرمان ہے:

تو جس شخص کو اس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائیگا تو وہ کہےگا: آؤ میرا اعمال نامہ پڑھو، مجھے یقین تھا کہ میرا حساب و کتاب مجھے ملنا ہے، تو وہ شخص خوشی والی زندگی میں ہو گا، بلند و بالا جنت میں، جس کے میوے اور پھل قریب اور جھکے ہوئے ہونگے، (ان سے کہا جائیگا) کہ مزے سے کھاؤ پیو اپنے ان اعمال کے بدلے جو تم گزشتہ زمانے میں کیا کرتے تھے الحاقۃ (19 ـ 24).

اور جن لوگوں نے اس کامیابی کی راہ کا انکار کر دیا اور ناکامی و نامرادی کے راہ کا اصرار کیا تو قرآن مجید نے ان کا نقشہ کھینچا، اور جس دن ان کا نتیجہ انہیں دیا جائیگا، اور کامیاب شخص اور ناکام کی پہچان ہو گی ا سکا نقشہ یوں کھینچا:

اور جس شخص کو اس کا اعمال نامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائیگا تو وہ کہےگا: ہائے افسوس کاش مجھے میرا اعمال نامہ نہ دیا جاتا، اور مجھے تو علم ہی نہ تھا کہ حساب و کتاب کیا ہے، کاش! کہ موت میرا کام تمام کر دیتی، میرے مال نے مجھے کچھ نفع نہ دیا، اور میرا غلبہ بھی مجھ سے جاتا رہا الحاقۃ (25 ـ 29).

- اور اس دنیا میں کامیابی کی راہ پر چلنے والے کے لیے جب اللہ تعالی نے اچھی اور پاکیزہ زندگی لکھی تو فرمایا:

جو بھی نیک و صالحہ اعمال کرے، چاہے وہ مرد ہو یا عورت لیکن ہو وہ ایمان والا تو ہم اسے یقینا نہایت بہتر اور اچھی زندگی عطا فرمائینگے، اور ان کے انیک و صالحہ اعمال کا بہترین بدلہ بھی انہیں ضرور ضرور دینگے النحل (97).

ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اللہ تعالی کی جانب سے نیك و صالح اعمال کرنے والے کے لیے یہ وعدہ ہے کہ وہ اس کی دنیاوی زندگی اچھی کر

دے گا، اور اچھی زندگی كسی بھی طریقہ سے ہو سكتی ہے، ابن عباس اور ایك جماعت سے مروی ہے كہ انہوں نے اس كی تفسیر پاكیزہ اور حلال رزق سے كی ہے.

اور علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ سے اس كی تفسیر قناعت كی ہے، اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے بیان كیا ہے كہ یہی سعادت ہے، اور صحیح یہ ہے كہ اچھی زندگی ان سب اشیاء كو شامل ہے "

دیكھیں: تفسیر ابن كثیر (4 / 601).

یہی وہ منہج ہے جس كےمطابق مسلمان شخص زندگی بسر كرتا ہے، اور اس كی زندگی سے سمجھا جاتا ہے، اور جو اس سمجھ اورمفہوم پر چلے تو وہ یہ ضرور اسے اس كے دینی اور دیناوی امور میں كامیابی و كامرانی اور مقام و مرتبہ كی طرف لے جائیگا.

كیونكہ مومن شخص كو یہ علم ہے كہ اس سے اس دنیا میں عدل و انصاف اور حق قائم كرنے كا مطالبہ ہے، كیونكہ اللہ تعالی كا فرمان ہے:

یقینا ہم نے اپنے رسولوں كو دلیلیں دے كر بھیجا اور ان كے ساتھ كتاب اور میزان نازل فرمایا تا كہ لوگ عدل پر قائم رہیں الحدید (25).

اور عدل و انصاف قائم كرنے میں ایك فرد كی كامیابی پوری امت كی كامیابی كا ایك حصہ ہے، اور اس لیے بھی مومن شخص نبی كریم صلی اللہ علیہ وسلم كی بات كو سنتا ہے.

نبی كریم صلی اللہ علیہ وسلم كا فرمان ہے:

" یقینا اللہ تعالی كو یہ پسند ہے كہ جب تم میں كوئی شخص كوئی كام كرے تو اچھی طرح پختگی سے كرے "

اسے ابو یعلی نے (7 / 349) روایت كیا ہے، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس كے شواہد كے ساتھ اسے السلسلۃ الصحیحۃ حدیث نمبر (1113) میں اسے حسن قرار دیا ہے.

اور پھر عمل كو پوری پختگی كے ساتھ سرانجام دینا نجات و كامیابی كا ایك ركن ہے.

یہ وہ اسباب ہیں جو سب كے سب مومن شخص كو نجات كے انتہائی درجہ تك پہنچنے ممد و معاون ثابت ہوتے ہیں، اور وہ ہر وقت اپنی صلاحیات كو بڑھانے كی كوشش میں لگا رہتا ہے، اور نافع ہنر تلاش كرتا ہے اور ثقافتی و اخلاقی اور معاشرتی اور اقتصادی مستوی میں بلندی و ترقی كرتا ہے، اور وہ جانتا ہے كہ عمل كرنے والا كامیاب مومن سستی و كاہلی كے ساتھ بیٹھے رہنے والے مومن سے بہتر اور افضل ہے، جو اپنی سستی و كاہلی سے دین و دنیا كے

خسارہ کے علاوہ کچھ حاصل نہیں کرتا.

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" طاقتور اور قوی مومن اللہ کے ہاں کمزور اور ضعیف مومن سے بہتر ہے، اور ہر ایك میں خیر ہے، آپ اس چیز کی حرص رکھیں جو آپ کو فائدہ دے، اور اللہ تعالی سے مدد مانگو اور عاجز نہ ہو جاؤ، اور اگر آپ کو کچھ (تکلیف) پہنچ جائے تو یہ نہ کہے کہ اگر میں یہ کر لیتا تو یہ ہو جاتا، اور اگر یہ کر لیتا تو یہ ہو جاتا، لیکن یہ کہو کہ اللہ تعالی کی قدرت، اور اللہ نے جو چاہا کر دیا، کیونکہ اگر (لو) شیطان کا کام کھول دیتا ہے "

صحیح مسلم حدیث نمبر (2664).

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" تو یہ حدیث اصول ایمان کے عظیم اصول پر مشتمل ہے...، اور اس میں یہ شامل ہے:

انسان کی سعاد تاس میں ہے کہ وہ ایسی چیز کی حرص رکھے جو اس کی معاشی اور آخرت کے لیے فائدہ مند ہو، اور حرص جدوجہد کرنے، اور طاقت صرف کرنے کو کہتے ہیں... ، اور جب انسان کی جدوجھد اور ا سکا فعل اللہ تعالی کی مشئیت اور اس کی توفیق سے ہے، تو اللہ تعالی نے حکم دیا کہ اسی سے مدد طلب کی جائے، تاکہ ایاك نعبد و ایاك نستعین جیسا مقام جمع ہو سکے، کیونکہ اپنے نفع کی چیز کی حرص اللہ کی عبادت ہے، اور یہ اللہ تعالی کی معاونت کے بغیر پوری نہیں ہو سکتی؛ تو اللہ سبحانہ و تعالی نے حکم دیا کہ اسی کی عبادت کی جائے، اور اسی سے ہی مدد مانگی جائے.

پھر وہ کہتے ہیں: (اور عاجز نہ آ جاؤ) کیونکہ عجز تو نفع مند چیز کی حرص کے منافی ہے، اور اللہ تعالی کی استعانت کے بھی منافی، تو اپنے آپ کو نفع دینے والی چیز کی حرص رکھنے والا، اور اللہ تعالی سے استعانت طلب کرنے والا عاجز آنے والے شخص کے برعکس ہے؛ تو مقدور میں واقع ہونے سے قبل اس کے حصول کے سب سے بڑے سبب کی طرف راہنمائی ہے اور وہ اس ذات سے استعانت حاصل کرنے جس کے ہاتھ میں سب امور ہیں کے ساتھ ساتھ اس کی حرص ہے، ان امور کا مصدر بھی وہ ذات ہے، اور ا سکا لوٹنا بھی اسی کی طرف.

تو اگر وہ چیز رہ جائے جو اس کے مقدر میں ہی نہ تھی تو اس کی دو حالتیں ہیں:

عجر کی حالت: اور یہ شیطانی عمل کھولنے کی کنجی اور چابی ہے؛ تو یہ عجز کو لو (اگر) کی جانب ڈال دیتی ہے، تو یہاں اس لو کا کوئی فائدہ نہیں، بلکہ یہ ملامت اور جزع فزع، اور ناراضگی اور افسوس و غم کی چابی ہے، اور یہ سب کچھ شیطانی عمل ہے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چابی اس عمل کو کھولنے سے منع فرمایا ہے.

اور اسے دوسری حالت کا حکم دیا ہے: جو کہ تقدیر کی جانب دیکھنے اور اس کو مد نظر رکھنا ہے، کہ اگر وہ کام اس کے مقدر میں ہوتا تو کبھی بھی نہ رہتا، اور نہ ہی اس پر کوئی دوسرا غالب آتا؛ .... تو اسی لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اگر تجھ پر معاملہ غالب آ جائے تو یہ نہ کہو کہ اگر میں ایسے کر لیتا تو ایسے ہو جاتا، لیکن کہو کہ اللہ نے جو چاہا اور جو مقدر میں کیا کر دیا "

تو دونوں حالتوں میں اس کی راہنمائی فائدہ مند چیز کی طرف کی مطلوبہ چیز کے حصول کی حالت میں، اور عدم حصول کی حالت میں، تو اسی لیے یہ حدیث ایسی ہے کہ انسان کبھی بھی مستغنی نہیں ہو سکتا "

دیکھیں: شفاء العلیل (37- 38).

تواس سوچ سے ہر گھاٹی اور ہر ناکامی کو طے کیا جا سکتا ہے، اسے کوئی چیز عاجز نہیں کر سکتی، اور نہ ہی اس کی خواہش کی کوئی حد ہے، اور نہ اس کی ہمت کی عزیمت کی کوئی انتہاء ہے.

بلکہ وہ جانتا ہے کہ ناکامی تو عمل کی دلیل ہے، اس لیے کہ جو شخص عمل کرتا ہے، بعض اوقات وہی ناکام ہو سکتا ہے، لیکن بیٹھ رہنے والا ، کاہلی و سستی کرنے نہ تو کامیابی حاصل کر سکتا ہے، اور نہ ہی ناکامی، اور عمل کا پھل اور نتیجہ تو کسی نہ کسی دن کامیابی کی صورت میں ضرور نکلےگا، چاہے کچھ دیر بعد ہی ہو، تو وہ اسی لیے ناکامی سے کامیابی کی طرف قدم اٹھاتا ہے، اور وہ اس پر متنبہ ہوتا ہے کہ خلل اور نقص کہاں پیدا ہوا ہے، اور وہ اس کی اصلاح اور اسے پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے.

تو وہ پہلے سے بھی زیادہ قوی اور سخت ہو کر پلٹتا ہے، حتی کہ جس کامیابی کی کوشش کر رہا تھا وہ اسے پا لیتا ہے، اور جو توبہ کا دروازہ اللہ تعالی نے غلطی کرنے والوں، اور ناکامی کا منہ دیکھنے والوں کے لیے کھول رکھا ہے، وہ تو ایك ایسا سبب اور زینہ ہے جو ناکامی کے مراحل کو ختم کر کے اور ان سے تجاوز کرکے نجات و کامیابی کے زینے کی طرف جاتا ہے، خاص کر جب کوتاہی کرنے والا شخص اپنے تجربہ سے مستفید ہو.

حتی کہ بعض سلف رحمہ اللہ کا یہ کہنا ہے:

" ذلت و انکساری پیدا کرنے والی معصیت عجب و تکبر پیدا کرنے والی اطاعت و فرمانبرداری سے بہتر ہے "

اور آخر میں یہ ہے کہ کامیابی کی طرف لے جانے، اور ناکامی سے تجاوز کرنے والے ان سب اسباب و دوافع کے ساتھ بیٹھ رہنے والے یا سستی کاہلی کرنے والے، یا اعمال ضائع کرنے والے کےلیےکوئی عذر باقی نہیں رہتا کیونکہ راہ بہت آسان ہے، اور آپ سے بہت ہی قلیل سے عزم و پختگی اور ارادہ و حکمت کا مطالبہ ہے.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" میری ساری امت جنت میں داخل ہو گی، صرف وہ شخص نہیں داخل ہو گا جو جنت میں جانے سے انکار کر دے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (7280).

مزید تفصیل دیکھنے کے لیے آپ سوال نمبر (22704) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

واللہ اعلم .